رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴

زیر سرپرستی

اعلیحضرت امیر الملت عظیم البرکت زبدۃ الحکماء اولیاء حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

اجرا کردہ :- عالیجناب فضیلتمآب مولٰنا الحاج صدر الافاضل سراج الملت صاحبزادہ سید محمد حسین سجادہ نشین علی پوری انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ

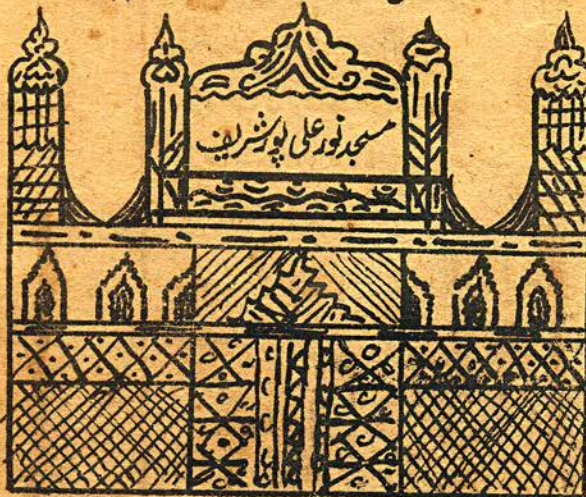
جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۷-۸

ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ

ماہ جولائی و اگست ۱۹۵۶ء

سالانہ چندہ ۵ روپے

ششماہی چندہ ۳ روپے



ایڈیٹر :-

قیمت فی پرچہ ۸/ آنے

عالی قدر جناب صاحبزادہ حافظ سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری :- مہر عبد الحق صاحب مینجر

مولٰنا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ دتہ صاحب کنجاہی

مولٰنا مولوی غلام رسول صاحب گوہر

چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر پبلشر نے طور پرنٹنگ پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر دفتر "انوار الصوفیہ" کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کی۔

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1 انور صوفیہ مئی 1951	7 انور صوفیہ اپریل 1955	13 انور صوفیہ اکتوبر 1955
2 انور صوفیہ مارچ 1952	8 انور صوفیہ اپریل، مئی 1955	14 انور صوفیہ نومبر، دسمبر 1955
3 انور صوفیہ فروری 1953	9 انور صوفیہ جون 1955	15 انور صوفیہ جولائی، اگست 1956
4 انور صوفیہ اپریل 1953	10 انور صوفیہ جولائی 1955	16 انور صوفیہ ستمبر 1956
5 انور صوفیہ اگست 1953	11 انور صوفیہ اگست 1955	17 انور صوفیہ اکتوبر 1956
6 انور صوفیہ جولائی 1954	12 انور صوفیہ ستمبر 1955	18 انور صوفیہ نومبر 1956

19 مناقب مجددیہ، قیومہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبد الرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبد الرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔ سیرت طالب ۲۔ انوار طالب ۳۔ تصوف ۴۔ تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معز الدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق

ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

ویب سائٹس http://ameeremillat.org/

ویب سائٹس http://ameer-e-millat.com/

ویب سائٹس http://ameeremillat.com/

ویب سائٹس http://www.haqwalisarkar.com/

ویب سائٹس http://www.charaghia.com/

کتابیں http://www.scribd.com/bakhtiar2k

تصاویر http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/

تصاویر http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/

فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/

بلاگز http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html

بلاگز http://www.jamaatali.blogspot.com/

بلاگز http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html

بلاگز http://www.jamaatali.blogspot.com/

ویڈیو http://vimeo.com/user13885879/videos

ویڈیو Youtbe: bakhtiar2k

اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں www.marfat.com

اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں www.maktabah.org

نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں www.fezanenaat.com

قواعد و ضوابط

علم تصوف کی اشاعت کرنا - ۲ - بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا - ۳ - کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں پیش کرنا - ۴ - عوام الناس کے افعال و اعمال اور اُن کے اخلاق سدھارنا -

فہرست مضامین

سلام بدرگاہ خیر الانام سلطان الانبیا والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

السلام اے بادشاہِ انس وجان السلام اے سید ہر دو جہان!
السلام اے افضل پیغمبران! السلام اے اشرف پیغمبران
السلام اے سرور دنیا و دین السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے صاحب حمد و لوا السلام اے شافع روز جزا
السلام اے پیشوائے مرسلان السلام اے خاتم پیغمبران
السلام اے قاسم ایمان و دین السلام اے معطی نور ثقلین!!
السلام اے صاحب جود و سخا السلام اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ!

السلام اے صاحب صدق و صفا
یک نگاہ کرم سوے این گدا:

التجا بدرگاہِ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

بدرگاہت حبیب اللہ رسیدن آرزو دارم فضائے روضۂ پاک تو دیدن آرزو دارم
منور کردۂ عالم ز نور بے نظیر خود جمال عالم افروز تو دیدن آرزو دارم
ز سوز عشق تو ہر دم شہ والا شۂ عالم شب و روزم بجان و دل تپیدن آرزو دارم
ترا اے صاحب لولاک دیدن آرزو دارم حضور رحمت عالم رسیدن آرزو دارم

بگرد روضہ گردیدن و جا لیہا بوسیدن!!
بچشمم خاک پاک آن روح کشیدن آرزو دارم

التجائے گدائے

پیشوا بدرگاہ سلطان الدین والعارفین اعلیٰ حضرت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ

شہے محبوب اب بے نیازے — امیر الملت و عالم نوازے
پناہ بے کسان درماندگان را — محبّ عاجزان بندہ نوازے
نہادہ اہل نظران بر در تو — جبین خویش با عجز و نوازے
بدرگاہت مساوی جملہ باشند — اگر محمود باشد یا ایازے
توئی ماوی و ملجائے غریبان — شہ مسکین پرور دل نوازے
نگاہِ کرم برکرام الٰہی
طفیلِ سرور عالم نوازے

ہدیۂ تبریک

ہم ادارہ انوار الصوّفیہ کی طرف سے
بصدق دل ان نیک بخت سعیدان ازلی۔ جن کو امسال پروردگار عالم نے اپنے فضل وکرم سے۔ حرمین الشریفین زاد اللہ شرفہما کے زیارت اور حج شریف کی سعادت عطا کی مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اور بارگاہ ایزدی میں بخلوص قلب دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام یاران طریقت کو بالخصوص اور جمیع اہل اسلام کو زیارت حرمین الشریفین۔ اور حج سے مشرف فرمائے
آمین!

اعلان

معزز ناظرین رسالہ کی خدمت میں بادب التماس ہے۔ کہ خاکسار کو از حد افسوس اور دلی رنج ہے۔ کہ مظہر امسال بفضل خدائے عزوجل شانہٗ کی رحمت وکرم فرمائی سے حج بیت اللہ شریف و زیارت حرمین الشریفین حجاز مقدس حاضر ہوں۔ اور مظہر جہاز نمبر ۳ پر 10/6/56 کو جدہ پہنچا۔ تاحال جہاز نمبر ۳ کا اعلان نہیں کیا گیا کہ کس دن کسی تاریخ پر جدہ شریف سے روانہ ہوگا۔ اول جہاز جدہ شریف سے مورخہ 30/7/56 کو روانہ ہونے والا ہے۔ اور میں تو تیسرے جہاز کا مسافر ہوں۔ اسلئے معلوم نہیں کہ کسی تاریخ یہاں سے جہاز نمبر ۳ روانہ ہو۔ اس کے ابھی ماہ ہی کا رسالہ پورا شائع نہیں کیا جا سکتا

23.7.56 (عبدالحق مینجر)

نعت مبارک بوقتِ روانگی مدینہ منورہ زاد اللہ شریفاً و تعظیماً

تڑپتا تھا دل میرا طیبہ کو جانے
مری آرزو پوری کر دی خدا نے

چلا ہوں مدینہ کا ارمان لے کر
زیارت ہے مقصود حج کے بہانے

جبیں ہے مری آستانِ نبیؐ پر
لگی میری برسوں کی محنت ٹھکانے

جو مدت سے تھی مجھ کو بیماریٔ دل
اڑا دی مدینہ کی ٹھنڈی ہوا نے

قصور ہے آنکھوں میں دل میں ہے صورت
یہہ دونوں انہی کے ہیں آئینہ خانے

وہ دل کیوں نہو۔ روشن مہر انور
منور کیا جس کو بدر الدجےٰ نے

ہوں دیوانہ جن کا وہ جانیں تو بس ہے
کوئی دوسرا مجکو جانے نہ جانے

مجھے مل گئی دونوں عالم کی نعمت
نبیؐ کی محبت جو بخشی خدا نے

محمدؐ ہی جانیں۔ خدا کی حقیقت
حقیقت محمدؐ کی اللہ ہی جانے

مجھے کیا کمی۔ میں نوا ان کا گدا ہوں
ہیں قبضے میں جن کے خدا کے خزانے

علیمؔ اب دوا کی ضرورت مجھے کیا
شفا۔ بخشی خاک درِ مصطفےٰ نے

احقر العباد۔ محمد علیم الدین علیمؔ صدیقی حیدر آبادی وظیفہ یاب اوّل تعلقدار وقار آباد
۵ رجون ۱۹۵۶ء م ۲۵ شوال ۱۳۷۵ھ

عبدہٗ کی تفسیر

در زبان حضرت ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است — خویش را خود عبدہٗ فرمودہ است
عبدہٗ از فہم تو بالاتر است — زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است
جوہر او نے عرب نے اعجم است — آدم است و ہم ز آدم اقدم است
عبدہٗ صورت گر تقدیر ہا — اندرو ویرانہ ہا تعمیر ہا
عبدہٗ ہم جانفزا ہم جانستاں — عبدہٗ ہم شیشہ ہم سنگِ گراں
عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر — ما سراپا انتظار او منتظر!
عبدہٗ دہر است و دہر از عبدہٗ ست — ما ہمہ رنگیم او بے رنگ و بوست
عبدہٗ با ابتدا بے انتہاست — عبدہٗ را صبح و شام ما کجاست
کس ز سرِّ عبدہٗ آگاہ نیست — عبدہٗ جز سرِّ الا اللہ نیست
لا الٰہ تیغ و دم او عبدہٗ — فاش تر خواہی بگو ہو عبدہٗ
عبدہٗ چند و چگونِ کائنات — عبدہٗ رازِ درونِ کائنات
مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت — تا نہ بینی از مقام ما رمیت

بگزر از گفت و شنود اے زندہ رود
غرق شو اندر وجود اے زندہ رود

تواریخ الوصال

۱۳۷۵ھ

حضرت مولانا عبد المجید خاں صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ مہاجر سرگودھا!!

(۴ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۵۶ء بروز پنجشنبہ سرگودھا میں وفات پائی)

لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا (سورۂ احزاب)

۱۳۷۵ھ

جناب مکرم ماسٹر مولوی محمد اویس خانصاحب غوری جماعتی نے ایہ ضلع مظفر گڑھ سے مجھے لکھا کہ جھجر میں جو مولانا عبد المجید خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وطن تھا۔ ان کا ایک باغ سرراہ تھا۔ جہاں ان کے عزیزوں کے مزارات بھی تھے۔ مولانا صاحب کچہری آتے جاتے باغ کی طرف سے گزرتے اور فاتحہ پڑھتے۔ ایک مرتبہ مولانا خان صاحب نے کسی خاص تاثر کے ساتھ یہ قطعہ ارشاد فرمایا۔

قطعہ

قصوری دفن شد ایں جا سرراہ — سراپا نادم از جرم و خطائے

مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت — کند در حق ایں مسکین دعائے

مولانا عبد المجید خانصاحب حضرت مولانا محمد حسین صاحب قصوری قدس سرہٗ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے۔ اس لئے اپنے نام کے ساتھ قصوری لکھتے تھے بلکہ اس کو اپنا تخلص اور نام بنا لیا تھا۔ خطوط میں اپنے نام کی جگہ صرف قصوری لکھا کرتے تھے۔ مولوی محمد اویس خانصاحب نے مجھ سے فرمائش کی کہ اس قطعے سے ان کی تاریخ وفات نکل آئے تو بہتر ہے میں نے قطعہ کے مصرع اوّل کے اعداد نکالے تو پورا ۱۳۷۵ھ نکلا۔ یہ مولانا صاحب کی کرامت ہے۔ کہ سال ہا سال قبل گویا اپنی تاریخ وفات لکھ دی تھی میں نے اسی مصرعۂ تاریخی پر قطعہ نظم کر دیا۔

(۱) زچشم خلق فرمود است پردہ — جناب محترم عبد المجید آہ

بفیض و لطف مولانائے مغفور — ہمانا بود حق بین و حق آگاہ

فنا فی الشیخ بودہ در حیاتش — برفت و شد فنا فی اللہ و اللہ

بہ جھجر قطعۂ فرمودہ بود او — ازاں ظاہر کرامت گشت ناگاہ

کہ یک مصراع آں شد سال فوتش

"قصوری دفن شد ایں جا سرراہ"

۱۳۷۵ھ

؎ یعنی مولانا عبد المجید خانصاحب کے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد حسین صاحب قصوری قدس سرہٗ العزیز

(۲) آج عبدالمجید خاں صاحب
جا ہی پہنچے جوارِ رحمت میں
"آج وہ گلستانِ خُلد میں ہیں"
نورِ عرفاں تھا جن کی طینت میں
"فخرِ زہّاد عصر و اہل اللّٰہ" ۱۳۷۵ھ
جہانِ عرفاں تھے وہ حقیقت میں
"منبع خیر و برگزیدۂ خلق" ۱۳۷۵ھ
نیک خصلت میں پاک سیرت میں
کہدو، "حاصل وصال ذات ہے اب" ۱۳۷۵ھ
قادری، ان کے سال رحلت میں

اور بھی ہے دعا میں ایک تاریخ ۱۳۷۵ھ
"ہوں وہ قربِ شفیعِ اُمّت میں"
۱۳۷۵ھ

(۳) حق کو پیارے ہوئے قصوری
نورانی تھی حیات جن کی!!
ان کے رُتبے کا پوچھنا کیا
حق سے واصل ہو ذات جن کی!!
ثابت ان دونوں مصرعوں سے
ہو تاریخ وفات جن کی!!
"جن کا ہو قلب مظہرِ جُود" ۱۳۷۵ھ
"دن سے روشن ہو رات جن کی" ۱۳۷۵ھ

از راقم عاجز حامد حسن قادری نقشبندی جماعتی
۱۹ ۶ ۵۶

بقایا ص۲۳ ۔ جبریلؑ دربارِ رسولؐ میں

مگر اس کے علامات سے عصیاں کی کثرت انتشار جرائم اور ہر کہ و مہ کا جرائم میں مبتلا ہونا ہے ۔
نووارد بعد سلام رخصت ہوتا ہے ۔

حضور سرورِ عالم ۔ فاروق اعظم عمر سے ارشاد فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا ۔ فاروق اعظم ۔ میں تو نہیں جانتا ۔

حضور سرورِ عالم ۔ یہ جبرئیل تھے جو انسانی لباس پہنے ہوئے اس غرض سے آئے تھے کہ تم کو بتلائیں کہ ایمان اسلام احسان اسے کہتے ہیں ۔ اور سوال اس طرح کرنا چاہئے ۔

یہ اسی تعلیم کا اثر تھا ۔ جس نے شتربانوں کو طریق جہانداری سکھلا کر کشورستانی کا لقب عطا کیا ۔ یہ اُسی روحانی رنگ کا نتیجہ تھا ۔ کہ باوجود شاہی اقتدار اور جمع خزائن و دفائن روزگار کے امیر المومنین اور خلیفۂ وقت اینٹیں پاتھ کر غربت و عسرت افلاس و مسکنت سے گزارا کیا کرتے تھے ۔ (محمد حنیف)

عقیدت اور نیک ارادت سے روا ہوتا ہے۔ نہ کہ اعتراض سے حضرت نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
اعتراض بر اہل اللہ مبارک نیست، آنچہ بر ایشاں میگذرانند مبنی بر حکمت است، آں را عرضۂ قدح و طعن ساختن بغایت محل خطر است حضرت فرمودند، کہ ہر سوادبی کہ بہ نسبت ایں طائفہ کردہ بودند آں را تدبیر است، الا اعتراض برایشاں کہ بے تدبیر است۔ از بہر آنکہ ایشاں عذر خواستن مے دانند، اگر عذر خواہید از ایشاں درگذرانند صاحب اعتراض از خیر و برکت ایشاں بے بہرہ ماندہ یعنی اہل اللہ کی نسبت اعتراض کرنا مبارک نہیں ہے۔ جو کچھ ان پر حالت گذرتی ہے۔ وہ حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔ ان کی حالت کو طعن و تشنیع کا میدان بنانا نہایت خطرناک ہے۔ نیز حضور نے فرمایا۔ کہ ہر بے ادبی جو اس گروہ کی نسبت کی جائے۔ اس کے علاج کی کوئی نہ کوئی تدبیر ہے۔ سوائے اعتراض کے کہ جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر کسی بے ادبی کی نسبت اہل اللہ سے معافی طلب کی جاوے، تو وہ معافی دے دیتے ہیں۔ مگر معترض اہل اللہ کی خیر و برکت سے بے نصیب رہ جاتا ہے۔ اور نیز فرمایا کہ جو مرید اپنے پیر کے درجہ مرتبہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس پر وہ درجہ مرتبہ نہیں کھلتا۔

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ مشائخ کرام کا انکار نہ کرنا۔ اگر انکار کرو گے تو نجات نہ پاؤ گے۔
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے بھی فرمایا ہے۔ کہ معترض پر در سعادت نہیں کھلتا۔ اور صوفیائے کرام کے منکر کی نجات نہیں ہوگی۔

پیر معراج حقیقت کا کام دیتا ہے۔ اس لئے مرید کی روشنی باطنی بہت جلد ہوگی اور وہ منزل مقصود تک بہت جلد پہنچ جائیگا۔

(ب) صحبت یعنی حاضری سے خود بخود پیر کامل کے دل پاک کی روحانی بجلی مرید کے دل پر اثر ڈالتی رہےگی۔ ایک دل کا دوسرے دل پر اثر کرنا یہ ایک قدرتی طاقت ہے۔ ایک کی روحانیت دوسرے کی روحانیت پر اثر ڈالتی ہے۔ زبردست روح اپنا اثر و رنگ دوسری روح پر چڑھا دیتی ہے۔ چونکہ پیر کی روح ایک پاک اور منزہ زبردست اور طاقت ور روح ہوتی ہے۔ اور مرید کی روح بمقابلہ پیر کی روح سے کمزور اور بے طاقت ہوتی ہے۔ اس لئے مرید کی روح پر پیر طریقت کی زبردست روح کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اور مرید بھی آہستہ آہستہ پیر کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

(ج) پیر کامل، صالح اور مقبول خدا و رسول صلعم ہوتا ہے۔ اس کی خدمت اور صحبت میں مقبول ہونے سے مرید بھی صالح اور مقبول ہو جاتا ہے۔ ؎ صحبتِ صالح ترا صالح کند ٭ صحبت طالح ترا طالح کند

پیر طریقت۔ عاشق خدا و رسول صلعم، خدا و رسول کی محبت اور عشق کی آگ میں جلتا ہوتا ہے مرید اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کی صحبت میں بیٹھنے سے آتش عشق الٰہی کا سوز حاصل کر کے جلنے لگتا ہے۔ ؎

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی ٭ با سوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی اور
یک زمانہ صحبت دل سوختہ ٭ تجھ کو کر دے مثل گل افروختہ

(د) خواجہ فریدالدین عطار فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر رہو اور ان کی صحبت و بیعت سے عقل ہوا کہ

ترقی ہوتی ہے شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

گلے خوشبوئی در حمام روزے ۔ رسید از دست محبوب بدستم ۔ بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ۔ کہ از بوئی دلآویز تو مستم
بگفتا من گلی ناچیز بودم ۔ ولیکن مدتے باگل نشستم ۔ جمال ہمنشیں در من اثر کرد ۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ دیدم گل تازہ چند دستہ ﴿ برگنبد از گیاہ بستہ ۔ گفتم چہ بود گیاہ ناچیز ۔ کہ در صف گل نشیند او نیز
بگو یا شد گیاہ وگفت خاموش ﴿ صحبت نکند کرم فراموش ۔

گویا نیک صحبت اور خدمت کا یہ اثر ہوا ۔ کہ مٹی میں خوشبو پھول پالی گئی ۔ اور گھاس کو پھول کے ہمراہ بکھا ہونے کا درجہ ملا ۔ اسی طرح جو لوگ صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ۔ وہ کل فردا قیامت کو خدا کے دربار میں ان مقبولان بارگاہ ربانی کے ساتھ محشور ہوں گے ۔
جب تک مریدہ پیر طریقت کی خدمت میں حاضر رہے گا ۔ وہ بدیوں سے گناہوں سے محفوظ رہے گا ۔ خیالات فاسدہ سے بچے گا دنیا ملعون سحر کاری سے سلامت رہے گا ۔ اور خداوند کریم کے مقبول بندوں کی خدمت میں بیٹھنے کی وجہ سے خداوند تعالیٰ کی خدمت میں بیٹھنے کا درجہ اسی کو نصیب ہوگا ۔ مولانا روم فرماتے ہیں ۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ﴿ گو نشیند در حضور اولیا ﴿ چوں شدی دور از حضور اولیاء در حقیقت گشتہ دور از خدا
ان کی صحبت میں بیٹھنا ہزار سالہ کی طاعت بے ریا سے بہتر ہے ۔

یک زمانہ صحبت با اولیا ﴿ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

صوفیائے کرام کا باطن پاک اور ظاہر ہوتا ہے ۔ اور وہ رسول کریم صلعم کے سچے جانشین ہوتے ہیں ان کی صحبت میں حاضر ہونے اور خدمت میں بیٹھنے والوں کے دل پاک ہو جاتے ہیں ۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ اول صحبت رسول کریم صلعم اگر وہ نہ ہو تو صحابہ کرام کی صحبت اگر وہ نہ ہو ۔ تو تابعی کی صحبت سے بہرہ اٹھاؤ ۔ اگر یہ نہ مل سکیں ۔ تو صحبت صوفیائے کرام سے فیض حاصل کرو ۔ کیونکہ وہ رسول علیہ السلام کے پاس بیٹھنے والے اور مقبول ہوتے ہیں
حضرت خواجہ عزیزاں علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے صحبت رکھو ۔ اگر یہ ممکن نہ ہو ۔ تو ایسے اصحاب سے صحبت رکھو ۔ جو اللہ تعالیٰ سے صحبت رکھتے ہوں ۔ کیونکہ مصاحب مصاحب شاہ مصاحب خدا باشد ۔ اور فرمایا نیک کام سے نیک صحبت بہتر ہے ۔ حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ اگر کسی سے صحبت رکھنا ہو ۔ تو فقیروں سے صحبت رکھنا حدیث شریف میں آتا ہے ۔ الصحبتُ تاثر صحبت میں تاثیر ہوتی ہے جیسی صحبت ہو ۔ ویسا ہی اسی صحبت کا اثر ہوتا ہے ۔ دوسری حدیث میں ہے ۔ المرء مع من احبّ ۔ یعنی قیامت کے دن آدمی کا اس کے ہمراہ حشر ہوگا ۔ جس سے اس کو محبت ہوگی ۔ اس لئے درویشوں اور پیران عظام وصوفیائے کرام کی جن کے دلوں میں محبت ہے ۔ وہ قیامت کو ان کے ہمراہ محشور ہوں گے
حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ نیک صحبت نیک کار سے افضل اور بہتر ہے ۔ اور بد کی صحبت بدکار سے بدتر ہے ۔ خواجہ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

حب درویشاں کلید جنت است ﴿ دشمن ایشاں سزائے لعنت است

حدیث شریف حب الفقراء مفتاح الجنۃ کا ترجمہ پیاری زبان میں ترجمہ فرماتے ہیں ۔

گر ترا عقل است با دانش قرین ؛ باش درویش و بدرویشاں نشیں ہم نشینی خرد بد رویشاں مکن ۔ تاتوانی غلبت ایشاں مکن

۵۱، پیر کامل کے روبرو مودب اور خاموش بیٹھے ۔ اپنی آواز کو پیر کی مجلس میں پیر کی آواز سے اونچا نہ ہونے ۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے ۔ ہم نے اوپر عرض کر دیا ہے ۔ پیر کامل مظہر جمال و انوار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے ۔ اور سچا خلیفہ اور جانشین رسول کریم صلعم ہوتا ہے ۔ جو پیر طریقت کا ادب نہیں کرتا ۔ کیونکہ پیر طریقت تو رسول مقبول کا خلیفہ ہے ۔ ایک مسلمہ قول ہے ۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یعنی شیخ طریقت کی اپنی قوم کے لئے وہی مثال اور اسی طرح کا رتبہ ہے جیسے مثال امت کے لئے اس کے نبی کی ۔ شیخ اپنی قوم میں اسی طرح ہے ۔ جس طرح نبی اپنی امت میں ۔ مگر یہ خیال نہ کرنا ۔ کہ نبی اور ولی کا درجہ مساوی ہوتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ بلکہ ولی کی کرامت یا ولایت اس کے مقبول نبی ہونے اور نبی کی نبوت کا ثبوت ہے ۔ اور نبوت کی نص یہی ہے ۔ حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ مذہب اہل حق آں است ۔ کہ ہر چہ کرامت ولی آنت ہر کہ منکر کرامت اولیاست ۔ بہ حقیقت منکر معجزات رسول است ۔ تو گویا ولی یا پیر کامل کے نور کی تعریف حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں ۔ بداں کہ ولایت عبادت از نور است کہ بحکم وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا از مشرق عنایت حق جل و علی بر دل بندہ طلوع کند ۔ و انشراح صدر و انفتاح قلب او را حاصل آید و اسلام حقیقی و نور لباس یقین جمال و نور روئے بنماید ۔ أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۔ و بشرف قربت و محبت و کرامت حق سبحانہ مخصوص گردد ۔ و آنچہ از روئے وے در ہر مجلسے ظہور کند پرتو آں نور باشد ۔ ترجمہ یعنے یہ جانو کہ ولایت ایک نور ہوتا ہے جو بحکم نور ربی زمین کو روشن کرتا ہے ۔ خداوند جل شانہ کی مشرق عنایت سے بندہ کے دل پر طلوع کرتا ہے ۔ اور اسی قبولیت کے انشراح صدر و انفتاح قلب یعنے اس نور ولایت سے اس مقبول بندہ کا سینہ اور قلب جس پر یہ نور ولایت طلوع کرتا ہے ۔ وسیع اور کھل جاتا ہے کہ وہ حقائق و معارف اشیا سمجھ جاتا ہے ۔ اور حقیقی اسلام نوری لباس کے یقین میں اپنی خوبصورتی اور نورانی شکل اس پر ظاہر کرتا ہے ۔ خداوند کریم جس کے سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ۔ وہ نور علی نور ربانی سے بن جاتا ہے ۔ اور خداوند کریم کی قربت محبت اور کرامت سے مشرف ہو جاتا ہے ۔ اور جو کوئی بات یا جو کچھ کرامت اس سے کسی مجلس میں ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ اسی نور کا پرتو ہوتا ہے ۔ گویا ولی کے سینہ کا نور نور اسلام ہی ہوتا ہے ۔ جو اس کو خداوند کریم کی بارگاہ عالی سے حضور رسالت پناہی صلعم کی اتباع اور غلامی سے حاصل ہوا ۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ العلماء ورثۃ الانبیاء

خاموشی :۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ بہت خاموش رہو ۔ اور بات نہ کرو ۔ حدیث شریف میں آتا ہے ۔ من سکت سلم ومن سلم نجا ۔ جو خاموش رہا ۔ اس کو سلامتی ہے ۔ اور جو سلامت رہا اسکو نجات حاصل ہو گئی ۔ بدیں پیشتر بھی ذکر کر چکا ہوں ۔ کہ صوفیائے کرام نے فرمایا ہے ۔ کہ زیادہ باتیں کرنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے ۔ قرآن پاک میں حکم ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

پیر طریقت چونکہ حقیقی خلیفہ اور جانشین حضور علیہ الصلوٰۃ کا ہوتا ہے اس لئے ان کی مجلس کے بھی یہی آداب ہوتے ہیں ۔ اور جو مریدان آداب کا لحاظ نہیں رکھتے ۔ اس کے اعمال صالح ضائع ہو جاتے ہیں ۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ انور الامام فی قلوب المومنین انور من الشمس المضیئۃ بالنہار وھم واللہ ینودون قلوب المومنین۔ یعنی فرمایا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ امام کا نور جو مسلمانوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ روشن ہوتا ہے۔ جو آفتاب کا نور روز روشن میں ہوتا ہے۔ خدا کی قسم وہ مسلمانوں کے دلوں کو روشن کر دیتے ہیں۔ اور کیوں نہ کرے پیران عظام ظاہری ملک و دولت کے بادشاہوں سے کہیں زیادہ اختیار والے ہوتے ہیں۔ اور وہ دلوں کے بادشاہ اور حکمران ہوتے ہیں۔ امام کاظم رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہارون رشید کو فرمایا۔ انا امام القلوب وانت امام الجسوم۔ یعنی میں دلوں کا بادشاہ ہوں اور تو جسموں کا امام اور بادشاہ ہے۔ صوفیائے کرام کی بیعت دلوں کو منور کرتی ہے۔ اور گمراہی اور ضلالت سے بچاتی ہے۔ اور معرفت الٰہی کا نور عطا کرتی ہے۔ اور صوفیائے کرام ہی ہیں۔ جو لوگوں کے دلوں کو نور ہدایت اور نور معرفت الٰہی سے منور کرتے ہیں۔ اور حقیقی خلفائے حضرت رسول کریم صلعم ہوتے ہیں جن کی بعثت اسی غرض سے تھی۔ کہ گشتگان وادی ضلالت کو ہدایت کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچا دیں۔

(۲) مرید کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے آپ کو بکلی پیر کے سپرد اور حوالہ کر دے۔ اور اپنے ارادے کو بکلی پیر کے ارادے کے ماتحت کر دے۔ ہم نے اوپر ذکر کر دیا ہے۔ کہ بیعت کے بعد مرید اپنے آپ کو پیر کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اور اس کو کوئی حق اعتراض نہیں رہتا۔ جو کچھ پیر کی طرف سے ارشاد ہو اس کو بدل و جان بجا لائے۔ چاہیئے اس کو ظاہر اس حکم سے کچھ اختلاف ہی ہو۔ قرآن پاک میں مومن کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ کے احکام کی تابعداری اور اطاعت کا حکم ہے۔ اعتراض کرنے یا دلائل طلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اور صوفی پاک جو حضور علیہ الصلوٰۃ کا سچا عاشق اور حقیقی متبع اور سنت رسول کریم میں فنا شدہ ہے۔ اس کے احکام یقیناً سنت رسول کریم صلعم کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے بحکم مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جو مرید اپنے پیر طریقت فنافی الرسول صلعم کے احکام کی بجا آوری میں تامل انکار یا اعتراض کرتا ہے۔ اس کی نسبت وہی حکم ہے جو حضور صلعم کے ارشادات کی عدم تعمیل کرنے والوں کے لئے قرآن پاک میں حکم ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔ چوں گزیدی پیر نازک دل مباش ۔ سست و ریزندہ چو آب و گل مباش

چوں گزیدی پیر ہن تسلیم شو ۔ ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

اور قرآن پاک کے پندرھویں سیپارہ کے آخر اور سولویں سیپارہ کے شروع میں حضرت اور حضرت خضر علیہم السلام کا قصہ نہائت ہی پیارے اور مبارک پیرایہ میں مولیٰ کریم نے بیان فرما کر یہ حکم دیا اور سکھایا ہے۔ جو مرید تین دفعہ اپنے پیر طریقت کے احکام کی تابعداری یا عہد کو پورا کرنے سے روگردانی کرے۔ تو پھر اس کے لئے حکم سوائے اس کے کچھ نہیں ہے۔ کہ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ چاہیے پیر طریقت اپنے فضل و کرم اور رحمت عالم کا غلام مقبول اور رحمت مجسم ہونے کی وجہ سے پھر بھی ہماری بہتری کی ہماری معافی کے لئے کوشش کرے۔ خواجہ حافظ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید ۔ کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

دل و جان سے تعمیل ارشادات اور تابعداری کرنے سے ہی ترقی منازل ہو سکتے ہیں۔ حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ۔ س ما اختیار ماست اگر خواہیم طالب ۔ را بطریق جذبہ مشغول گردانیم۔ و اگر خواہیم

بطریق سلوک مرشد طبیب حاذق است۔ علاج ہر یکے مناسب حال مسترشد اشت می کند۔ و در حدیث صحیح وارد شدہ است کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ با ہر بندہ بحکمت بالغہ خود معاملہ مے کند۔ یکے را بفقر و تنگدستی دارد و یکے را در غنا و ثروت مے دارد۔ و ہم فرمودند کہ طالب را باید کہ در سلوک اول مدتے با یاراں ہم نشیند تا در او قابلیت صحبت ما پیدا شود۔ یعنے پیر طریقت کا اختیار ہے۔ کہ چاہے طالب کو جذب کا شغل عطا کرے۔ چاہے سلوک کا۔ مرشد طبیب حاذق ہے۔ جو مناسب حال مریدانہ علاج خیال کرتا ہے۔ وہ کرتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے۔ کہ مولا کریم جل شانہٗ ہر ایک بندہ سے اپنی حکمت بالغہ سے معاملہ کرتا ہے۔ ایک کو فقر و فاقہ کی شدت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دوسرے کو دولت مندی اور ثروت عطا کی ہوئی ہے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ طالب (مرید) کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے کچھ مدت پیری یاراں طریقت کی مجلس میں بیٹھا کرے۔ تاکہ ہماری صحبت میں بیٹھنے کی قابلیت اس کو حاصل ہو جائے پیر کے احکام کی بلاچون و چرا تعمیل کرنا اور ارشادات کی آمنّا و صدقنا سے تصدیق کرنا بہت بڑا کام ہے۔ جو صدیقیت کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔ گویا تعمیل و تصدیق کرنا او صدیقوں کا کام ہے۔ اور اعتراض کرنا یا استہزا کرنا ابوجہل اور ابولہب کی ذریات کا ہے۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کیسے مطیع اور پاکیزہ نمونہ دل رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضور رسول کریم نے صحابہ کرام کو بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اور ایک صحابی گلی میں سے آ رہے تھے۔ اس جان نثار مرید نے جس وقت اس آفتاب رسالت روحی فداہ امّی و ابی کی زبان مقدس سے پاک الفاظ سنے وہ گلی میں بیٹھ گئے۔ یہ تو مومن مرید کامل کی شان۔ تو بھی ذرا گریبان میں منہ ڈال کر غور کر کہ تو نے اپنے مولا و سید پیر طریقت کے احکام کی کہاں تک فرمانبرداری کی ہے

(۷) **پیر کو تمام کائنات سے زیادہ محبت کرے اور عزیز جانے** اگر پیر طریقت کو تمام دنیا سے زیادہ محبت نہیں کرتا۔ تو اس کا ایمان ناقص ہے جس قدر محبت زیادہ ہوگی۔ اسی قدر ایمان زیادہ کامل ہوگا۔ جس قدر محبت میں نقص اسی قدر ایمان میں نقص قرآن پاک میں حکم ہے۔ کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ یعنے نبی مومن کو اس کی جان سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح پیر جو حقیقی خلیفہ اور جانشین رسول کریم صلعم ہے۔ وہ مریدوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی اسی طرح حکم ہے۔ کہ تم میں سے کسی کا ایمان مکمل نہیں ہوتا ہے۔ کہ جب تک وہ مجھے اپنی اولاد ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز جانے۔ پیر کامل نور محمدی صلعم کے نور سے نورانی ہوتا ہے۔ اس لئے پیر کامل کی محبت اسی نور محمد صلعم کی محبت ہوئی۔ خواجہ خواجگان حضرت نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ثمرہ محبت اہل اللہ سعادت بے پایاں است و دشمنی ایشاں سبب خسران۔ یعنے اولیاء اللہ کی محبت سے بے انتہا سعادت عطا ہوتی ہے۔ اور ان کی دشمنی خسارہ کا سبب ہوتی ہے

۸۔ **مرید ہمیشہ باوضو رہے**۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْوُضُوْءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔ یعنی وضو مومن کا ہتھیار ہے۔ مرید نے اپنے ایمان کی نور یقین سے تصدیق چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے عام مومن سے بمنزلہ اولیٰ باوضو رہنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ نیز مرید کو ہر وقت ذکر میں مشغول رکھنے کا بھی حکم ہے۔ اس لئے اس کو باوضو رہنا چاہیئے ہمیشہ باوضو رہنے سے وسعت رزق ہوتی ہے۔ وضو کرنے وقت مرید کے لئے حکم ہے۔ کہ منہ ہاتھ دھوتے وقت یہ عہد کرے کہ ان ہاتھوں سے کوئی بدی کا کام نہ کروں گا۔ ظلم نہ کروں گا۔ قتل و غارت نہ کروں گا۔ منہ دھوتے وقت زبان سے بد کلام نہ نکالوں گا۔ ناک سے بدبو نہ سونگھوں گا۔ آنکھوں سے غیر اللہ کی طرف نہ دیکھوں گا۔ کانوں سے غیر اللہ کی گفتگو نہ سنوں گا۔ نہ کسی کی چغلی سنوں گا۔ پاؤں دھوتے وقت یہ عہد کرتا ہے۔ کہ کسی بد کام کے

۹۔ مدام ذکر حق (اللہ) میں مشغول رہے۔ قرآن پاک میں مولا کریم نے اپنے ذکر کا بہت جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا۔ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلىٰ جُنُوبِكُمْ۔ فَاسْعَوْا إِلىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اور اللہ کو یاد کرو بہت تاکہ تم فلاح پاؤ۔ دوسری جگہ حکم ہے۔ یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے جی میں عاجزی سے اور ڈر سے اور خفی آواز سے صبح کو شام کو اور غافلوں سے مت ہو۔ گویا صبح شام یاد مولیٰ کرنے سے دائم اللہ کو شمار کیا جاتا ہے۔ دوسری جگہ حکم ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ خبردار سوائے ذکر اللہ کے کسی چیز سے دل کا اطمینان نہیں ہوتا۔ دوسری جگہ حکم ہے۔ اے ایمان والو تم کو مال اور اولاد کا تعلق یا محبت خدا کی یاد سے غافل نہ کرے۔ اور جو کوئی ایسا کام کرتا ہے۔ یعنی غافل ہو جاتا ہے۔ وہ خسارہ پانے والوں سے ہو جاتا ہے۔ ایک تو ذکر سے یہ فائدہ ہے۔ کہ خدا کے احکام کی تعمیل ہوتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ صرف صبح و شام ذکر کرنے سے مرید کو دائم الذکر کرنے والے کا درجہ مل جاتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اس کے قلب کو تسلی اور اطمینان نصیب ہو جاتا ہے۔ اور چہارم یہ کہ خداوند کریم ذاکر یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے کا خود ذکر کرتا ہے بحکم فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ۔ اور نہ ذکر کرنے سے غافل بن کر عابدین کی سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور خسارہ پانے والوں اور فلاح پانے والوں سے ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ عطا

باش دائم اے پسر در یادِ حق ٭ گر خبر داری ز عدل و دادِ حق ٭ زندہ دار از ذکر صبح شام را ٭ در تغافل مگذراں ایام را
یادِ حق آمد غذائے روح را ٭ مرہم آمد ایں دلِ مجروح را ٭ گر زمانے غافل از رحماں شوی ٭ اندراں دم ہمدمِ شیطاں شوی
مومنا ذکر خدا بسیار گو ٭ تا بیابی در دو عالم آبرو۔

یعنے اے ایمان والو۔ خدا کا ذکر بہت کیا کرو۔ تاکہ دونوں جہاں میں عزت حاصل کرو۔ خدا کی یاد صبح و شام کرو اور غفلت میں عمر نہ گزارو۔ خدا کی یاد روح کی غذا ہے۔ اور دل زخمی کی مرہم ہے۔ اگر کسی وقت تو رحمان سے غافل ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت تو شیطان کا دوست بن جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لِكُلِّ شَيْءٍ مُصْقَلَةٌ وَّمُصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ ہر ایک چیز سے زنگ کو دور کرنے کے لئے خداوند کریم نے صیقل کرنے کی چیز بنائی ہے۔ اور دل سے زنگ اور آلائش دور کرنے کا مصفا صیقل کرنے والی چیز ذکر خدا ہے۔ گویا ذکر سے دل کا زنگ دور ہو جاتا ہے۔ اور دل پاک و منزہ ہو جاتا ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ذکر دفع غفلت کا نام ہے یعنی غفلت دفع کرکے مولا کی طرف رجوع کرنے کا نام ذکر ہے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رح فرماتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا اعمالِ خلائق زمین و آسمان سے بہتر ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں۔ شعر

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش ٭ شاید کہ ایں نفس نفس واپسیں بود۔

ایک پنجابی والے صاحب فرماتے ہیں جو دم غافل سو دم کافر۔ گویا طریقت میں خدا کی یاد سے غافل ہونا یا اس کو بھول جانا کفر ہے۔ مگر سبحان اللہ مردانِ خدا برگزیدگان باری تعالیٰ اس کو کب بھول سکتے ہیں۔ وہ مشاہدات قدرت ربی ہر وقت دیکھتے ہیں۔ ان کی زندگی ہی شہود ربی سے

۱۰۔ محاسبہ کرے۔ یعنی مرید ہونے کے بعد پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کے بعد اپنے حالات کا اپنے سابقہ حالات سے مقابلہ کرے۔ اور ان تبدیلیوں کا خیال کرے۔ اور ہر روز شام کے وقت اپنے اعمال کا حساب کرے۔ اگر کوئی نقصان یا غلطی ہو گئی ہو۔ یا کوئی حکم عدولی یا لغزش ہوئی ہو۔ تو اس کی تلافی کرے۔ اور اس نیک روحانی اثر کو جو پیر طریقت کی خدمت میں حاضر ہونے

سے نصیب ہوا تھا حساب کرے کہ اس میں اس نے کس قدر ترقی کی ہے۔ اوصاف خود کا پیران عظام کے اوصاف کے ساتھ موازنہ کرے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ جب تم خدا کے دوستوں کی خدمت میں حاضر ہو۔ تو اس زمانہ کا پہلے زمانہ سے مقابلہ اور محاسبہ کرو۔ اور فرمایا کہ محاسبہ یہ ہے۔ کہ سالک ہر وقت حساب کرتا ہے۔ کہ مجھ پر کیا گذرتا ہے۔ اور کس طرح گذرتا ہے۔ اگر نقصان پایا۔ تو اس کا تدارک کرے۔ اور اگر ترقی پائے۔ تو اس کا شکر ادا کرے۔ اور اس میں کوشش کرے۔

۱۱۔ مراقبہ میں مشغول رہے۔ یعنی علیحدگی میں بیٹھ کر تجرید اور تفرید میں یاد خدا کرے۔ اور تفکر کرے۔ حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رح فرماتے ہیں۔ کہ اول ابتدا میں مرید کے لئے لازم ہے۔ کہ ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول رہے۔ فرماتے ہیں۔ مراقبہ نسیان رویت مخلوق باید دام نظر ابی الخالق ہے۔ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دل کی طرف خیال کرے اور صفحہ دل میں قدرت خدا کا مطالعہ کرے گریبان میں منہ ڈالے اور قدرت حق کا تماشہ دیکھے۔ فرماتے ہیں۔ خوشا بدل خورد کہ شرابے بہ ازیں نیست ۔ دنداں بجگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست در کنج بلا بنشیں با وقت خدا را ۔ ؛ در صفوف دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست ۔ جو لطف اور بے خودی مراقبہ میں حاصل ہوتی ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ شعر ۔ تو مرد صاحب دل نیستی بہ سیدانی ؛ کہ سر حبیب گشیدن چہ معنی دارد نیز فرماتے ہیں۔ دمے باغم فرد بودن جہاں یکسر نمے ارزد۔ تو صاحب دل نہیں ہے۔ تو کیا جانے۔ کہ مراقبہ کرنا کس کو کہتے ہیں۔ اور اس کیا حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ ایک سانس جو خدا کے عشق و غم میں لیا جاوے۔ وہ تمام جہاں کے مقابلہ سے بڑھ کر ہے۔

خاقانی رح فرماتے ہیں ۔ شعر ۔ پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی ؛ کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

یعنی تیس سال کے بعد مجھے یہ حقیقت سمجھ میں آئی۔ کہ ایک لمحہ خدا کے ساتھ رہنا یعنی مراقبہ کرنا ملک سلیمان کی بادشاہت سے بہتر ہے۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ ایک لمحہ بھر خدا کا ہو رہنا تمام خلائق کے اعمال سے بہتر ہے۔

۱۲۔ مخالف۔ نا اہل اور جاہل مردمان کی صحبت سے پرہیز کرے۔ یا صحبت خدا سے مجتنب رہے مرید کا نصب العین مقصود حقیقی معرفت ذات رب العزت اور محبت اور غلامی رسول مقبول صلعم اور غلامی پیر کامل ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں دراصل ایک ہی نصب العین ہے۔ اور نا اہل مخالفین کا نصب العین یا اہل دنیا کا مقصود صرف دنیا ہی دنیا ہوتا ہے۔ شب و روز ان کا مقصود سوائے فراہمی دنیا کے اور کچھ نہیں۔ اہل دنیا چہ کہیں وچہ مہیں ؛ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ؛ اہل دنیا کافران مطلق اند ؛ روز و شب در بق بق و در لق لق اند حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِيْهَا مَلْعُوْنٌ ۔ دنیا ملعون ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہے۔ وہ بھی ملعون ہے دوسری حدیث شریف میں ہے۔ اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَطَالِبُهَا كِلَابٌ ۔ دنیا مردار ہے۔ اور اس کو طلب کرنے والے کتے ہیں۔ تو خدا کا طالب تو مرد کامل وہ دنیا کا طالب مخنث۔ تیری اس سے کیا نسبت۔ تجھ کو اس سے کیا تعلق۔ وہ فانی اشیا کا دلدادہ۔ تو باقی کا شیدا وہ چھٹ جانے والی اشیا کا فریفتہ۔ تو دوام ساتھ رہنے والے کا عاشق وہ فانی تو باقی تیرا اور ان کا کیا رشتہ ان کی صحبت سے دور بھاگ وہ دنیا کے خود دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور خسر الدنیا و الآخرۃ ہیں۔ تو ان کے پاس بیٹھنے سے متاع ہستی کو ضائع کر دے گا۔ یا وہ ضائع کرا دینگے شعر۔ بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی ؛ بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے۔ تو حقیقت شناس وہ بے بہرہ ۔ تو واقف اور جاہل۔ جاہل اور عالم کی کیا نسبت۔ ع۔ نہ جاہل گمرہ بندہ بچہل نیز باش ؛ میا میختہ چوں شکر و شیر باش ۔ دیکھو اللہ تعالٰی نے کیا پیارے الفاظ میں نا اہلوں اور جاہلوں کی مجلس اور صحبت سے علیحدگی اختیار کرنے کا کیا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ

الظالمین یعنی تعلیم و تلقین ذکر حاصل کرنے کے بعد نصیحت دین حاصل کرنے کے بعد، پیر طریقت کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کی مخالفت کرنے والوں سے بڑھ کر اور کوئی ظالم دنیا میں نہیں ہے۔ اس لئے حکم ہوتا ہے کہ ایسے ظالموں کے پاس بھی نہ بھٹکا کرو۔ ان ظالموں کی سیاہ باطنی کا اثر تمہاری روح کو بھی سیاہ کر دے گا۔ مبتدی چونکہ ابھی خام ہوتا ہے اور منزل رسیدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ کہ وہ ایسی مخالف مجلسوں سے بالکل پرہیز کرے۔ کیونکہ چوں خام است بستہ ناموس و ننگ۔ کیونکہ نااہل کی شامت اعمال سے تیرا دل اور نامہ اعمال بھی سیاہ ہو جائے گا۔ اس کی بیہودہ گفتگو تجھے بھی پراگندہ کر دے گی۔ فرماتے ہیں۔ تصوف بر نااہل حرام است وہمیں طور صحبت صوفی بر نااہل حرام و ناجائز است۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔ دور شو از اختلاط یار بد ؛ یار بد بدتر بود از مار بد ؛ مار بد تنہا بر جانت زند ؛ یار بد بر جان و ایمانت زند۔ برے یار کے ملنے جلنے سے باز رہو۔ برا یار سانپ سے بھی برا ہوتا ہے۔ سانپ تو صرف جان لیتا ہے۔ مگر برا یار جان و ایمان دونوں ضائع کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ دور بودن از اضداد یعنی غیر جنس۔ بدانکہ ہر کہ طالب او را طلب تو مطلوب تو نیست دور بودن از وہ فرض سالک است، خاصہ اہل دنیا باید کہ از صحبت ایشاں دور دور باشی۔ دل در صحبت ایشاں میمیرد و نفس زندہ شود۔ یعنی مخالف اور ضد اور غیر جنس سے دور رہنا کیونکہ جس کا مطلوب تیرا مطلوب نہیں ہے۔ اس سے دور رہنا سالک کا فرض ہے۔ اہل دنیا کا خاصہ یہی ہے۔ ان کی صحبت سے دور رہو۔ ان کی صحبت میں دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اور نفس زندہ ہو جاتا ہے۔

حضرت نور الحق والدین شیخ عبد الرحمن مصری رح فرماتے ہیں۔ اہم ترین مہمات دور بودن از صحبت ضد است و ہر کہ مطلوب او مطلوب تو نیست و خاصہ دور بودن از صحبت اہل ضد فرض عین است خواجہ حافظ رح فرماتے ہیں۔ شعر

نخست موعظہ پیر میکدہ ایں بود ؛ از معاشر ناجنس احتراز کنید۔ پہلی نصیحت جو میرے پیر و مرشد نے بعد از بیعت کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ہمیں ناجنس کی صحبت سے بچوں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ روح را صحبت ناجنس عذاب است الیم، بات بھی درحقیقت صحیح ہے تیرا کعبہ مقصود معرفت الٰہی اور اس ناجنس کا مقصد مادی محبت دنیا و مافیہا۔ وہ فانی اشیا کی محبت میں مر مٹنے والا، تو حی قیوم کی محبت میں اپنی فانی دوام حاصل کرنے والا پھر ان سے کیا جوڑ۔ ان سے اختلاط و ارتباط تجھے خدا کی یاد سے روکے گا۔ اور غافل کر دے گا۔ وہ غافل ہے۔ اہل غفلت کا رفیق بن کر ایسا نہ ہو۔ کہ آخر الامر تو بھی غافل ہو جاوے۔ کیونکہ ؎

رفیق اہل غفلت عاقبت از کارے ماند، چوں یک پا خفت دیگر پا از رفتار می ماند۔ ایسا نہ ہو کہ غافلوں کے پاس بیٹھنے سے تو بھی اپنی زاد راہ لٹا دیوے، اور ذکر کو بھول جانے سے کافر بن جاوے۔ اور قیامت کو اندھا اٹھایا جاوے۔ اور دنیا میں بھی تنگ معیشت تجھ پر ہو جاوے۔ کیونکہ مولا کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی۔ یہاں بھی بربادی اور آخرت کی بھی محرومی۔ دنیا میں معیشت کی تنگی اور قیامت لقائے ربانی سے محرومی۔ شعر

اینجا غم معیشت آنجا سزائے عصیاں ؛ آسائش دو گیتی بر ما حرام کردند ؛ عذاب گور کا واں سامنا یاں ننگ دنیا کا ؛ نہ گھر میں چین زندہ کو نہ مردہ کو

اگر ان رہزنوں کی صحبت سے تجھے بظاہر فائدہ بھی ملتا نظر آتا ہے۔ تو وہ بھی دھوکا ہے۔ ان کے دام فریب سے دور بھاگ۔ ان کی صحبت اور مجلس سے خوف کر ہنوز کر۔ ؎ صحبت ناجنس گر جان بخشدت ایمن مباش ؛ آب را دیدی کہ ماہی را بدام افگند و رفت

از مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

سالہا سال یعنی ۱۹۵۲ء سے ہر سال حج بکنگ آفس میں زرپیشگی برائے حج روانہ کرتا رہا۔ مگر قسمت نے یاوری نہ کی۔ ہر سال انکار ہی کا حکمنامہ حج کمیٹی سے موصول ہوتا رہا۔ کہ امسال آپ کو برائے زیارت حرمین الشریفین اجازت نہیں ہوسکتی نہ ہی اجازت نامہ آپ کے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کیونکہ قرعہ میں آپ کا نام نہ نکلا۔ حج بکنگ آفس سے انکاری حکم موصول ہونے پر شوق زیارت اور حاضری مدینہ طیبہ کا اشتیاق بجائے کم ہونے کے ہر بار بڑھتا جاتا اور شب و روز بگریہ والحاح اجازت حاضری کے لئے دعا کی جاتی رہی بارگاہ ایزدی رحیم وکریم نے بالآخر اس خطا کار گنہگار کی التجا کو شرف قبولیت عطا کیا۔ اور امسال عید الفطر سے دو دن پیشتر رجسٹریشن کارڈ (اجازت نامہ حج بذریعہ بحری جہاز) موصول ہوگیا بے حد خوشی ہوئی۔ مسرت کی لہر ہر رگ و ریشہ میں دوڑ گئی۔ تمام گھر میں سب کے سب خوش و خرم نظر آتے تھے۔ شعر

کوئی جا کے بندہ کو کردے خبر
کہ مدینہ میں اس کی طلب ہوگئی

پس عید الفطر کے دوسرے دن ڈاکٹری ٹیکے جو پہلے لگوائے ہوئے تھے۔ دوسرا ٹیکا لگوا کر ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کرلیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۵۶ء کو صاحب ضلع کے دفتر سے پاسپورٹ حاصل کرلیا۔ اور ۳۱ مئی کو بذریعہ خیبر میل دوسرے دن یعنی یکم جون کو کراچی پہنچ گیا۔ جمعہ کا دن تھا۔ گاڑی کسی قدر دیر کے بعد پہنچی اسی نے سامان گھوڑا گاڑی برائے جائے قیام پہلے گئے۔ اور دوسرے دن علی الصبح آکر حج بکنگ دفتر میں حاضر ہوکر روپیہ جمع کر دیا۔ جس کا زرمبادلہ (حج نوٹ) ملتا تھا۔ اور کرایہ جہاز جمع کر دیا مجھے یہ نہایت افسوس سے لکھنا پڑتا ہے۔ کہ حکومت نے جو رقم کرایہ جہاز کی مدات میں درج کی تھی۔ اس سے بہت زیادہ کرایہ لیا گیا۔ قریباً ڈیوڑھا۔

جہاز کے کرایہ کی باقی رقم اور زرمبادلہ (برائے حج پلگرم نوٹ) سے ۱۱۰۰ روپیہ پاکستانی جمع کر دیئے

تو حکم ہوا، کہ پیر کے دن مورخہ ۶/۵۶ ء کو برائے وصولی ٹکٹ جہاز اور پاسپورٹ حج آفس میں آؤ۔ بڑے افسوس سے یہ تحریر کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہدایات جاری کر دہ میں جو رقم کرایہ درج کی گئی تھی۔ اس سے بہت زیادہ کرایہ تمام حجاج کو ادا کرنا پڑا۔ حکومت کو واضح طور پر کرایہ جہاز اور تمام اخراجات بالتفصیل درج کر دینی چاہئے تھی۔ اکثر حجاج کو جو گھر سے روپیہ کم لے کر چلے تھے۔ زیادہ کرایہ ادا کرنے سے روپیہ میں کمی ہوئی۔ حاجی کیمپ موجودہ کی حالت دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی۔ حکومت پاکستان ایک اسلامی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو اپنے فضل وکرم سے قائم رکھے۔ اور اس کے افسران رہنمایان کو دل دانا۔ چشم بصیرت اور نور ایمان عطا کر کے ان کے دل و دیدہ کو ملک اور اہل اسلام کی خدمت اور ہمدردی میں اور زیادہ ہمدرد دل عطا فرماوے۔ حکومت پاکستان اور حاجی کیمپ۔ اس حکومت کے بالکل شایاں شان نہیں ہے۔ حجاج فدایان اور شیفتگان رسول کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم اور مہمانان رب کریم جل وعلا شانہٗ اور غلامان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم و رہروان بادیہ عشق و محبت ہوتے ہیں۔ عشاق کو کیا غم۔ ان کو تو اپنے محبوب اور حبیب رب کریم کے روضہ اقدس پر حاضری اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے ہی مشرف ہونا ہر قسم کے رنج و مصیبت کے برداشت کرنے کا نہ صرف اہل بنا دیتا ہے۔ بلکہ ان کی زبان پر حرف شکایت تک نہیں آتا۔ وہ تمنائے زیارت میں محو اور مستغرق۔ ہر دکھ درد سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد ان کا مقصود صرف حاضری روضہ اقدس اور زیارت بیت اللہ شریف ہے۔ کسی تکلیف اور دکھ درد و مصیبت کی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ شعر

زیارت کی تمنا میں خیال رنج و راحت کیا
کڑی جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ صاحب لسان الغیب فرماتے ہیں۔ شعر

در بیابان گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم
سرزنش گر مے کند خار مغیلاں غم مخور

عشاق تو محبوب، کے دروازہ تک پہنچنے کے لئے ہر طرح کی تکلیف گوارہ کرتے ہیں، اور اٹھا لیتے ہیں، مگر پاکستان (تا ابد زندہ باد پائندہ باد) اسلامی ملک ہے۔ اس لئے حکومت پاکستان تو ان مسافران۔ عاشقانِ خدا و رسولؐ علیہ الصلواۃ کے لئے ہر طرح سے آرام اور آسائش پہنچانا چاہیئے۔ حاجی کیمپ کی جو حالت ہے۔ اس کی تشریح یا بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر ہی لکھ دینا کافی ہوگا۔ کہ ان بے در بے چھت برآمدوں کو چھت اور دروازے لگا کر۔ دھوپ۔ لُو۔ دگرم ہوا باد و باران سے بچانے کا براہ مہربانی انتظام فرمایا جاوے۔ اور پانی کی بھی شکایت کو دور کرنے کے لئے چند ایک نلکے لگوا دیئے جائیں۔ یہ تو جملہ معترضہ

ہے۔ حکومت کا اپنا کام ہے۔ اور حکومت پاکستان ضرور حجاج کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے بہت جلد انتظام فرمائیگی۔ حسب الحکم افسران دفتر حاجی کیمپ میں پیر کو حاضر ہؤا۔ تو مجھے حکم ملا۔ کہ کل آؤ۔ آج آپ کا پاسپورٹ اور ٹکٹ تیار نہیں ہؤا۔ بڑی حیرانی ہوئی۔ دوسرے دن $\frac{6}{56}$ ۵ کو حاضر ہؤا تو چار بجے کے قریب حکم ہؤا۔ کہ تم اپنے چال چلن کا سرٹیفیکیٹ پیش کرو۔ جس کو کسی مجسٹریٹ درجہ اوّل نے تصدیق کیا ہو۔ بڑی حیرانی اور مصیبت ہیں سیالکوٹ کے ضلع کا رہنے والا اپنے گاؤں کا نمبردار۔ پاسپورٹ صاحب ضلع کے حکم سے جاری شدہ اس پر صاحب ضلع کی مہر اور دستخط موجود ہے۔ حیرانی کی حد نہ رہی۔ کہ میں کراچی میں کسی کا واقف نہیں ہوں۔ میں یہاں سے سرٹیفیکیٹ نیک چلنی کہاں سے حاصل کروں۔ ۵ - ۶ جون حیرانی سرگردانی اور سعی کرتے گذری مگر لاحاصل بالآخر ایک صاحب براہ کرم و نوازش دفتر حاجی کیمپ کے پریذیڈنٹ صاحب سے دریافت فرما کر مجھے اطلاع دی کہ یہاں کراچی میں ایک مجسٹریٹ صاحب اسی کام کے لئے مقرر ہیں۔ آپ ضلع کچہری جاویں۔ اور معززگواہ ہمراہ لے جائیں۔ اور ان کی عدالت میں درخواست دیکر سرٹیفیکیٹ حاصل کر لیں۔ چنانچہ $\frac{6}{56}$ ۷ کو کچہری پہنچا اور معززین ہمراہ لے کر گیا۔ اور ایک درخواست انگریزی میں تحریر شدہ دے کر سرٹیفیکیٹ بعد از ادائے فیس حاصل کیا۔ اور وہ لے کر دفتر حج بکنگ آفس میں آیا۔ اور ان کی خدمت میں پیش کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کل آؤ۔ دوسرے دن $\frac{6}{56}$ ۸ جمعہ کا دن تھا۔ تمام دن دفتر کا چکر کاٹا۔ طواف کیا۔ کبھی کسی صاحب کے پاس۔ کبھی عربی سفیر کے دفتر میں۔ کبھی جہاز ران کمپنی کے دفتر میں۔ آخر قریب ۵ بجے شام کے پاسپورٹ اور ٹکٹ حاصل ہؤا۔ شام کو قیام گاہ پہ آیا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ یہ مرحلہ حصول ٹکٹ اور پاسپورٹ کا انجام پذیر ہؤا۔

(باقی پھر) عبدالحق منیجر

ضروری } جناب منیجر صاحب رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ۔ اَلسلامُ علیکُم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ براہ کرم مندرجہ ذیل چند سطور اپنے رسالہ انوار الصوفیہ میں درج فرما کر ہمیں مرہون منت فرماویں۔

ہم تو بحکم اعلیٰ حضرت سراج الملت صدر الصدور انجمن خدام الصوفیہ و سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ سید جعفر شاہ مکی کو جو اپنا پیر بھائی ہے۔ معلم و مطوف جدہ انہوں نے ہی مقرر کیا۔ ہم حضور کا نہایت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ ہم کو آپ ایک خضر صورت فرشتہ سید اور پیر بھائی کو اپنا معلم مقرر کرنے کو ارشاد فرمایا۔ ہم نے سید جعفر شاہ صاحب نہایت ہی نیک دل نیک اعمال۔ خوش خصال تحمل مزاج اور شگفتہ رو انسان پایا۔ اس نے تمام حاجیوں کو ہر طرح سے آسائش اور آرام پہنچانے کی کوشش فرمائی۔ سید صاحب اعلیٰ درجہ کے نیک اخلاق کے مالک ہیں۔ تمام کے تمام حاجی مرد و زن اس کی تحمل مزاجی خوش اخلاقی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ان کے اپنے مکان کا جس قدر کرایہ کسی نے پیش کیا۔ سید صاحب نے قبول کر لیا۔ بلکہ حجاج کی ہر طرح سے مدد بھی فرمائی۔ گذارش کرتے ہیں۔ کہ آئندہ جو اپنا پیر بھائی حج کو تشریف لائے وہ جدہ شریف میں اپنا معلم سید جعفر شاہ مقرر کریں۔ ڈاکٹر محمد ظریف عفی عنہ بقلم خود شیخوپورہ ڈاکٹر چوہدری غلام رسول چھچھر سانگلہ ہل۔ عبداللہ خواہ ڈاکٹر عبدالحق منیجر رسالہ انوار الصوفیہ

فرائضِ مُرید

پیر کے احکام کی تعمیل اور سر و چشم ان کو قبول کرنا ۔ اور ان پر عمل کرنا ۔ مریدوں کے لئے لازم اور واجب ہے پیر و مرشد اولوالامر کے منصب عالیہ پر فائز ہوتے ہیں ۔ اور ان کے احکام کی اطاعت بموجب ارشاد قرآن پاک لازماً فرض ہے اور عدم تعمیل سے سرکشی وغیرہ ظاہر ہوتا ہے ۔ جو بالکل گناہ اور خطا ہے ۔ حضور اعلیٰ حضرت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے ۔ کہ پیر و مرشد کا حکم ماننا بھی فرض ہے ۔ اعلیٰ حضرت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ نے آخری حج و زیارت حرمین الشریفین ۱۹۴۹ء میں کی ۔ اور اس وقت جو ان کا مکہ شریف میں معلم اور جدہ کا وکیل معلم تھا ۔ جو جو بدسلوکیاں انہوں نے کیں ہمارے محترم بزرگ حاجی محمد کرم الٰہی ۔ بی ۔ اے جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پاکستان اور عالی جناب حضرت مولینا الحاج صاحبزادہ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نے بچشم خود دیکھیں اور بہ سمع خود سنیں ۔ اور سرکار علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف سے جدہ میں حضرت مولینا الحاج مولوی محمد امام الدین صاحب مرحوم اور حاجی کرم الٰہی صاحب کو پیغام بھیجا کہ وہ آئندہ (عبد المحسن معلم کے پاس نہیں ٹھہرینگے ۔ اور ان کے لئے قیام جدہ کا انتظام معرفت سید جعفر شاہ صاحب نائب معلم اور مکو بخش عبد الرزاق جدہ شریف میں کرنا ۔ چنانچہ سید جعفر شاہ اور مکو بخش اور مولوی امام دین صاحب اور دیگر یارانِ طریقت حضور کے استقبال کے لئے ہوائی اڈہ پر گئے اور حضور کو سید جعفر شاہ مکو بخش کے مکان پر ٹھہرایا ۔ اور جدہ قیام کے بعد حضور آستانہ عالیہ علی پور شریف میں تشریف لے آئے ۔

اور مارچ ۱۹۵۰ء میں ایک فرمان واجب الاذعان اپنی طرف سے تمام مریدوں کے نام جاری فرمادیا ۔ کہ سید جعفر شاہ ساکن محلہ جیاد شہر مکہ مکرمہ آپ کا اپنا پیر بھائی ہے ۔ اور آج کل وہ مکہ مکرمہ میں معلم کا کام کرتا ہے ۔ اس لئے وہ اپنا معلم ہے ۔ آئندہ تمام پیر بھائی سید جعفر شاہ کو اپنا معلم و مطوف برائے مکہ مکرمہ مقرر کیا کریں ۔ یہ اعلان تو رسالہ انوار الصوفیہ میں کیا گیا ۔ اور عرس شریف جلسہ انجمن خدام الصوفیہ کے موقعہ پر بھی آپ نے ارشاد فرمایا ۔ کہ تمام حاجی صاحب کو ہماری طرف سے فرمادو ۔ کہ وہ آئندہ حجاج سید جعفر شاہ صاحب محلہ جیاد والے کو اپنا معلم مقرر کیا کریں ۔ اور حضور کے وصال کے بعد بھی ہر سال سرکار اعلیٰ حضرت سراج الملت کے حکم سے ایسے ارشادات اور اعلانات ہوتے رہے ۔ اور امسال بھی انجمن خدام الصوفیہ کے اجلاس اعلیٰ حضرت امیر ملت نے بڑے زور سے ارشاد فرمایا ۔ کہ امسال جو یاران طریقت بفضل اللہ تعالیٰ حج شریف کے لئے تشریف لے جائیں وہ اپنا معلم اور مطوف برائے مکہ شریف جدہ

میں پہنچ کر سید جعفر شاہ کو مقرر کرے۔ مگر میری حیرانی اور پریشانی کی انتہا نہ رہی۔ جب مجھے چند یاران طریقت ملتان کبیر والا - گجرات - حیدر آباد وغیرہ کے ملے جنہوں نے مختلف معلّم مقرر کئے ہوئے تھے۔ ان کو یاد رہے - کہ انہوں نے ارشاد اعلیٰ حضرت سراج الملت اور سرکار علی پوری رحمت اللہ علیہ کے احکام کی تعمیل نہ کرنے سے گناہ عظیم کیا ہے۔ ان کو اعلیٰ حضرت سراج الملت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اپنے گناہ سے توبہ کر کے آئندہ تعمیل احکام کا پختہ وعدہ کرنا چاہیئے۔

والسلام :- منیجر رسالہ انوار الصوفیہ (حال مقیم مکہ شریف) ۲۲ ج/۵

مکہ معظمہ میں مغربی پاکستان حجاج ایسوسی ایشن

(کا قیام)

حج کے تمام فرائض مورخہ ۲۱ جے/۵۶ کو ختم ہو گئے۔ اور ہر حاجی اپنے گھر واپس جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ جو مدینہ شریف پہلے سے حاضر ہو آیا تھا۔ مگر شامت اعمال - کہ مغربی پاکستان کے حجاج آج کل غالباً بدقسمتی کے بیابان میں پھنس رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ مغربی پاکستان کے حاجیوں کو ان بحری جہازوں پر واپسی مغربی پاکستان پہنچایا جاتا۔ مغربی پاکستان حاجیوں کے لئے ابھی تک کوئی جہاز نہیں دیا گیا۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اول جہاز یکم اگست ۱۹۵۶ء کو مغربی پاکستان کے لئے جدہ سے روانہ کیا جائیگا۔ اور دوسرا جہاز ۱۲ ۵/۵۶ کو روانہ کیا جائیگا۔ اور اسی طرح سکاوکم جہاز پر مغربی پاکستان کے حجاج کو روانہ کیا جائیگا۔ حکومت کو معلوم ہے۔ کہ مغربی پاکستان کے عرشہ کے حجاج کو صرف ۷۰۰ سے ۱۱۰۰ تک روپیہ ملا۔ اور جس کے حج نوٹ کا زرمبادلہ رسالوں میں لہ ۵۰ اور ۹۲ ۷ اسال بشرح ۲ ۷ اسال فیصدی دیا گیا۔ جس رقم میں سے قریب چھ صد روپیہ کرایہ لاری و مکانات و فیس معلم - و دیگر اخراجات میں خرچ ہوا۔ اور بمشکل حاجی صاحبان نے اس رقم سے اپنے ضروری اخراجات اور تبرکات پورے کئے۔ اب آج ۲۳ تاریخ آخری ہو گئی ہے اور ان میں سے کسی کو ابھی تک جہاز مہیا کرنے کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ حاجی صاحبان کے پاس رقم قلیل تھی۔ اور ان میں اکثر بالکل خالی چنانچہ کل رات بیت اللہ شریف میں مغربی پاکستان کے حاجیوں نے کل مشورہ کیا۔ اور اپنی تکالیف بیان کیا جس پر چند اصحاب نے تجویز کیا کہ پاکستان سفارت خانہ میں تار دی جائے۔ اور صبح پھر اجلاس باقاعدہ کیا جائے چنانچہ بصدارت عالیجناب حضرت مولینا الحاج پیر محمد شفیع صاحب سجادہ نشین چورہ شریف اجلاس ہوا۔ اور جناب حاجی شیخ مقبول احمد بی۔ اے۔ ایل ایل بی سیشن جج صاحب پنشنر صاحب مولینا حاجی محمد بخش صاحب مسلم۔ جناب میاں مبارک دین صاحب لاہور (کونسلر) اور جناب حاجی محمد کرم الٰہی صاحب بی۔ اے ایڈووکیٹ سیالکوٹ نے ایک تار تحریر کیا گیا۔ اور جناب شیخ مقبول احمد سیشن جج صاحب ریٹائرڈ کے سپرد کیا گیا۔ کہ وزیر اعظم صاحب کو تار دیدیں۔

اللہ والوں کی شناخت

مولوی احسان الحق صاحب قادری

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ اور ایسے بھی لوگ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنے نفس بیچ دیتے ہیں۔ اور اللہ بندوں پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں خداوند کریم نے اپنے خالص اور نیک بندوں کی جنہیں وہ پیار کرتا ہے۔ یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ اپنے نفس اللہ کی رضا جوئی کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نفس و جان افضل و اعلیٰ ہے۔ مال سے اس لئے لازمی ہے۔ جو جو اپنے نفس بیچ چکے ہوں۔ وہ اپنے مال بھی خدا کی رضا جوئی میں دے چکے ہوں۔ قرآن مجید میں بھی اس کی تصریح ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیع نفس اسی وقت صحیح اور متحقق ہو سکتی ہے کہ بندہ ضرورت کے وقت خدا کی راہ میں جان و مال سب کچھ خرچ کردے۔ راہ خدا کے یہ معنے نہیں کہ خدا کو دیدے۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ تو ہر چیز سے غنی ہے۔ یہ کبھی اسے کسی جان کی ضرورت نہ مال کی حاجت۔ سبیل اللہ سے مراد ہیں۔ وہ کام جن سے اُس کے دین کی حفاظت منصور ہو۔ جس سے اس کے بندوں کی جو اس کے عیال ہونے کا حکم رکھتے ہیں۔ ضرورتیں پوری کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ مومن سے اسی پر اکتفا نہیں کرتا کہ وہ حلال طریقے سے کماتا اور اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہو۔ اور کسی طرح بھی کسی غیر کو نقصان نہ پہونچاتا ہو۔ اور نماز پڑھتا ہو۔ روزہ رکھتا ہو۔ اس لئے کہ یہ سب کام وہ اپنے لئے کرتا ہے۔ نہ راہ خدا میں۔ بیع نفس کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو بھی فائدہ پہونچائے۔ اور شریعت و قوم کی حفاظت و نصرت کرے۔ یہاں تک کہ ان کاموں میں اگر جان بھی خطرہ میں پڑ جائے۔ تو جان دینے میں بھی مضائقہ نہ کرے۔ کیونکہ اگر حفظِ ملت اور نصرتِ اُمت میں کوتاہی کی اور خدا کی رضا جوئی پر نفسانی خواہش کو ترجیح دی۔ تو زمرہ کاملین سے خارج ہوگیا۔ اور اس سے زیادہ گنہگار ہوا۔ جو ایسے کام کرتا ہے۔ جن سے خود اسی کے نفس کو نقصان پہونچتا ہے۔ اس لئے کہ ایک کا نقصان ہونا کمتر ہے۔ اس سے کہ اُمت کی اُمت کو نقصان پہونچتا اور دین و شریعت کی آبرو کو بٹہ لگتا ہو۔ اعمال حسنہ و اخلاق پسندیدہ سے نفس کی تربیت کے حکم میں یہی حکمت و مصلحت ہے۔ کہ آدمی یہاں تک ترقی کرے۔ کہ اُس کا وجود وسیع ہو جائے۔ اور عام طور پر لوگ اُس کی ذات سے فائدہ اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مال و نفس کو اسی لئے خریدتا ہے۔ یا بندوں کے بیچنے کی علت غائی یہی ہو سکتی ہے۔ کہ دوسرے اللہ کے بندے ان کے وجود سے فائدہ پائیں۔ اور اللہ کے دین کی حفاظت و حمایت ہو۔

(احسان الحق قادری)

جبرائیلؑ دربارِ رسولؐ میں

مولوی محمد حنیف صاحب

عشاق رسول کا قبلہ اہل عرفاں و معرفت کا کعبہ مدینہ ہی ہے۔ جس کا ہر ذرہ نورانی کرنوں سے رشک تجلّی طور جس کی خاک قدم حبیبؐ کی برکت سے پُر نور ہے۔ دیار محبوب عشاق کے لئے جنت سے زیادہ مطبوع و مرغوب ہے۔ سچ ہے۔ ؎

وللناس فیما یعشقون مذاهب ۔۔۔ ومن شیمتی حب الدیار لاهلها

؎ رضواں کے لئے لے چلو سوغات شہیدی ۔۔۔ گر ہاتھ لگے خار و خس کوئے محمدؐ

مدینہ کی مسجد میں ایک بورئے پر خدا کا محبوبؐ تشریف فرما ہے۔ جاں نثار خدام کا گروہ حلقہ باندھے ادب سے گردنیں جھکائے بیٹھا ہے۔ (اصحابی کالنجوم) چاند کے گرد ستارے یا (سراجاً منیراً) شمع کے گرد پروانے ہیں۔ جو اپنے محبوب مظہر شان الٰہی سرچشمۂ فیوض نامتناہی سے تحصیل اسرار طریقت و تحصیل علوم شریعت میں مصروف و مشغول ہیں۔ (ما اٰتکم الرسول فخذوه) کہ اتنے میں ایک سرخ و سفید شخص نے جس کے سفید لباس پر کالے بالوں نے اپنی مقناطیسی کشش سے اول نظروں کو پھر دلوں کو اپنی طرف کھینچا اور متوجہ کیا حاضر ہوتا ہے۔

اس نوارد نے مسنون طریقہ سے سلام علیکم کہکر مودبانہ طرز سے ادب اور سکنت سے دو زانو ہو کر دربار نبوی میں نشست اختیار کی اور اپنی پست اور دھیمی آواز سے یہ گفتار شروع کی۔

نووارد۔ حضرت فرمایئے اسلام کسے کہتے ہیں؟

حضور سرورِ عالم:۔ توحید الٰہی اور رسالت ختمی پناہی کا اقرار کرے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ اور حج بشرط استطاعت ادا کرے۔

نووارد:۔ سچ فرمایا حضور انور نے۔

نووارد۔ اور ایمان کیا ہے؟

حضور سرورِ عالم۔ خدائے قدوس کی وحدانیت اس کے فرشتوں اس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور صحیفوں اور قیامت اور تقدیر کے ماننے اور اعتقاد حتمی رکھنے کا نام ایمان ہے۔

نووارد۔ سچ فرمایا حضور انور نے۔

نووارد۔ احسان کیا ہے؟

حضور سرورِ عالم:۔ خداوند قدوس و برتر کے دربار میں اس طرح محو عبادت ہونا کہ جلوۂ ذات (ذاتی یا صفاتی رنگ میں) نظر آئے یا کم از کم اس قدر تصور غالب ہو کہ خود خدا میرے افعال و اسرار قلوب کا نگران ہے اس کا نام احسانؔ ہے۔

نووارد:۔ قیامت کب ہوگی؟

حضور سرورِ عالم:۔ اس کے وقوع کی صحیح تاریخ کا علم تو ذات الٰہی کو ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

اَخْبَار

(۱) امسال خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے باوجود موسم گرم ہونے کے میدان عرفات شریف میں کوئی تکلیف کسی حاجی کو نہ ہوئی۔ پانی کا کافی انتظام تھا۔ معلّمین نے حجاج کی سہولت کے لئے خیمہ لگائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس مبارک دن کوئی حادثہ۔ کوئی مصیبت کسی حاجی کو پیش نہ آئی۔

(۲) اعلیٰ حضرت سراج الملت سیدنا امام الدین والاصفیا۔ پیر حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری۔ چند دنوں سے نصیب اعدا آنکھوں کی کسی بیماری کی وجہ سے برائے علاج کراچی تشریف فرمائیں۔ اور بر مکان جناب خان محمد تقی خاں صاحب خلف الرشید صاحب خاں بہادر فضل الہٰی صاحب صدر بازار کراچی قیام فرمائیں۔

(۳) جناب صاحبزادہ مولٰینا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب علی پوری حیدر آباد دکن میں تشریف فرمائیں۔ اور جناب صاحبزادہ مولٰینا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب سانگلہ ہل میں ایک ضروری کام کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

(۴) عالیجناب حضرات صاحبزادگان پیر حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب اور پیر حافظ حاجی سید بشیر حسین شاہ صاحب اور پیر حاجی حافظ سید نذر حسین شاہ صاحب آستانہ عالیہ علی پور شریف میں تشریف فرمائیں۔ اور آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیریت ہے۔

(۵) عالیجناب حضرت مولٰینا الحاج صاحبزادہ حافظ حاجی پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نبیرہ حضرت سرکار علیپوری زیارت حرمین الشریفین زاد اللہ شرفہما اور برائے حج شریف حجاز مقدس میں بذریعہ آخری بحری جہاز تشریف لائے۔ اور زیارت بیت اللہ شریف۔ طواف اور سعی صفا مروہ کے بعد حج مبرور کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ نہایت خوش نصیب ہیں۔ ہر سال مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ اور حج کی سعادت سے مشرف اور فیض یاب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور سعادت اور درجات عطا کریں۔ ادارہ ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

ارتحال نہایت ہی رنج و غم سے یہ خبر درج رسالہ کی جاتی ہے کہ حضرت مولٰینا مولوی عبد المجید خاں صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری کے ایک نہایت ہی مخلص۔ شب بیدار۔ متقی و پرہیزگار محبان خاص اور پرانے خادموں میں سے تھے۔ مورخہ ۵۶-۶-۱۴ کو ۳ بج کر ۲۰ منٹ پر اس دار فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥

سب یاران طریقت و قارئین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمادیں۔ والسلام (مینجر رسالہ)